خواب

آسمان اندھیرا تھا۔ بارش تیز ہو رہی تھی۔ میرا کھڑکی کے پاس بیٹھ کر دیکھتی رہی۔ وہ بارش سے کتنی محبت کرتی تھی!

جب بادل چھٹ گئے تو میرا اپنی بہن رانی کے ساتھ باہر بھاگی۔ انہوں نے چھت سے گرنے والی بوندوں کو سمیٹنے کے لیئے اپنے ہاتھوں کو پھیلائے۔ وہ گھر کے پاس والے گڑھوں میں اکٹھا پانی میں کود پڑے۔ انہوں نے کاغذ کی چھوٹی کشتیاں پانی میں تیرائیں۔ کیا مزہ ہے!

اچانک، جیسے جادو سے، ایک رین بو نمودار ہوا۔ سرخ! نیلا! پیلا! جامنی! اتنے شاندار رنگ! میرا اپنی آنکھوں سے یہ خوبصورت نظارہ دیکھنا نہ بند کر سکی۔



پھر، جیسا کہ ایک نظر میں، اس نے آسمان پر ایک پل نمودار ہوتے دیکھا! اوہ، یہ کہاں تک گیا؟ وہ پل کے پار چلنے لگی۔ ساری دنیا اس کے گرد پھیلی ہوئی تھی!

"میرا! ماں ہمیں بلا رہی ہے!" رانی کی آواز مدھم سی آئی، میرا کو واپس زمین پر کھینچ کر لے آئی۔ اس کی بینائی آہستہ آہستہ ختم ہوتی گئی۔

اگلے دن ہفتے کا دن تھا۔ لڑکیاں حسب معمول پیدل چل کر اسکول گئیں۔ انہوں نے یکدم ایک سفید سارس کو دیکھا جو ان کے اوپر آسمان پر اڑ رہی تھا۔

میرا نے آنکھیں بند کرلیں۔ اب وہ بھی اڑ رہی تھی! اس کے نیچے جنگل اور پہاڑ اور شہر اور قصبے دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ لیکن بہت جلد رانی کی آواز نے اسے واپس بلا لیا۔





ان سب میں سب سے حیرت انگیز نظارے میرا کے اپنے گاؤں میں مجسمے اور قدیم مندر تھے۔ اس نے اپنے پسندیدہ مجسمے تراشنے کا تصور کیا۔ وہ کسی دن مجسمہ ساز بننے کی کتنی آرزو رکھتی تھی!

"آئیے مل کر مجسمہ ساز بنیں!" جب بھی وہ کسی مندر کے پاس سے گزرتے تو وہ رانی سے درخواست کرتی۔

ان کے گھر کے قریب ایک تالاب تھا جس میں بہت سی مچھلیاں تیرتی تھیں۔

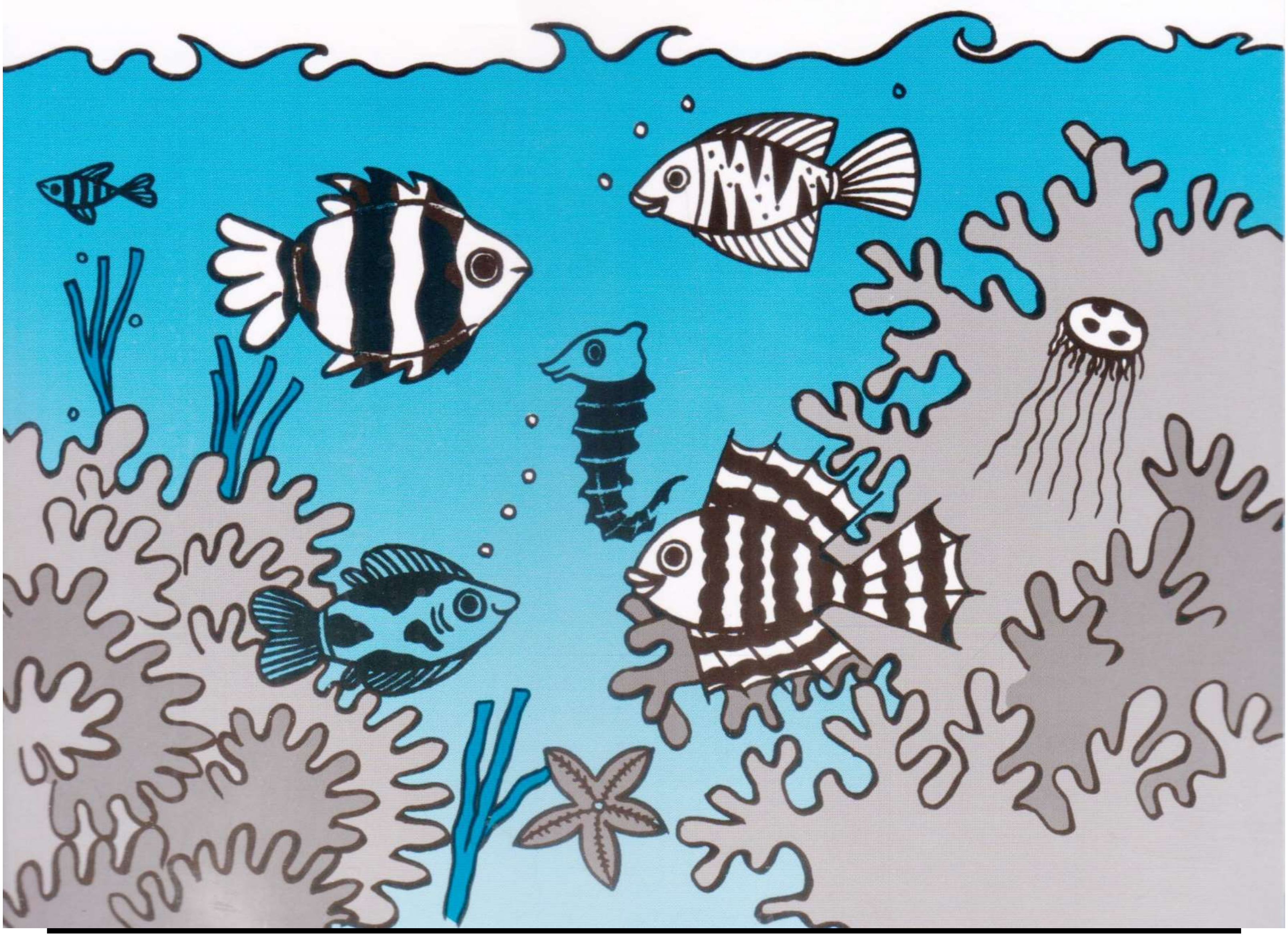


اس میں میرا کوان کی عجیب و غریب زندگی کا مشاہدہ کرنا پسند تھا۔ اس کی سوچ بے لگام ہو گئی. اب وہ وسیع سمندر میں تیر رہی تھی! وہ نیچے کی گہرائیوں میں غوطہ لگاتی اور لہروں پر اونچی چھلانگ لگاتی۔

"کیا خواب دیکھ رہی ہو؟" رانی جاننا چاہتی تھی۔ "سب کچھ بتاؤ!" اور میرا نے وہ سب کچھ بتایا جو اس نے اپنے خواب میں کیا اور دیکھا۔

کہانی نے رانی کا دماغ بھر دیا۔ وہ بھی خوابوں کی مٹھاس چکھ رہی تھی۔ "کیا آپ اگلی بار مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے؟" اس نے پوچھا.

"یقینا!" میرا مسکرایئ۔



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

دیکھیں کہ وہ کیسے بھاگتے ہیں!

جب ساری دنیا جوان تھی تو کتا، بلی اور چوہا ایک دوسرے کے ساتھ دوست بن کر رہتے تھے۔ وہ سب کچھ یکساں مشترکہ طور پر بانٹتے تھے۔ کام اور کھیل میں، وہ ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ یہ ایک پرامن زندگی تھی۔

صرف ایک چیز نے انہیں پریشان کیا، اور وہ تھا ان کے شور مچانے والے پڑوسی۔ تینوں دوست ان کی چیخ و پکار کی آواز سے بچ نہ سکے۔

ایک دن کتے نے کہا دیکھو کیسے لڑتے ہیں!



اور بلی نے کہا کہ وہ ہماری طرح سکون سے کیوں نہیں رہ سکتے ؟

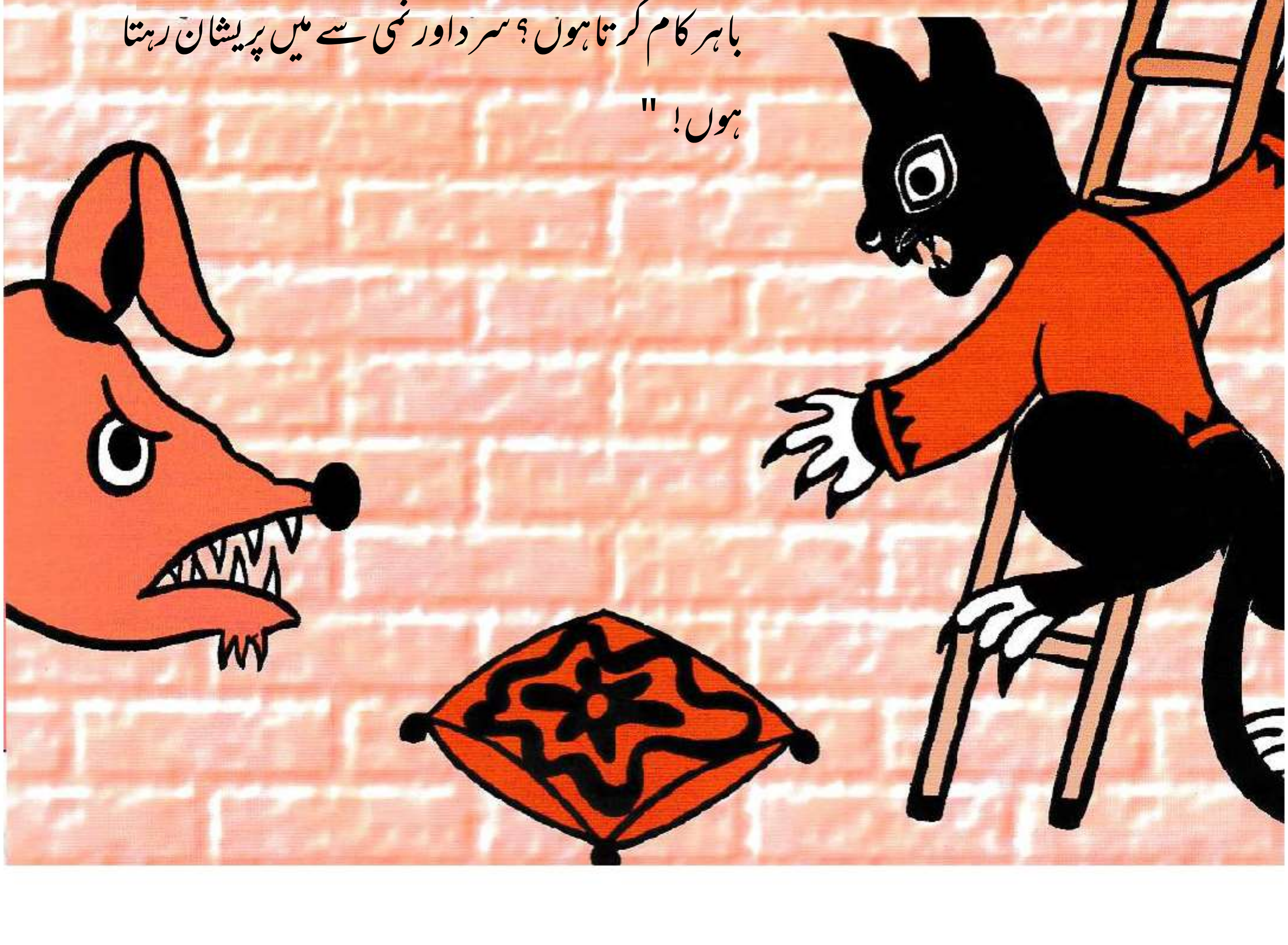
اور چوہے نے کہا کہ ہم مان لیں کہ ہم کبھی نہیں لڑیں گے اور ہم ہمیشہ دوست رہیں گے ۔

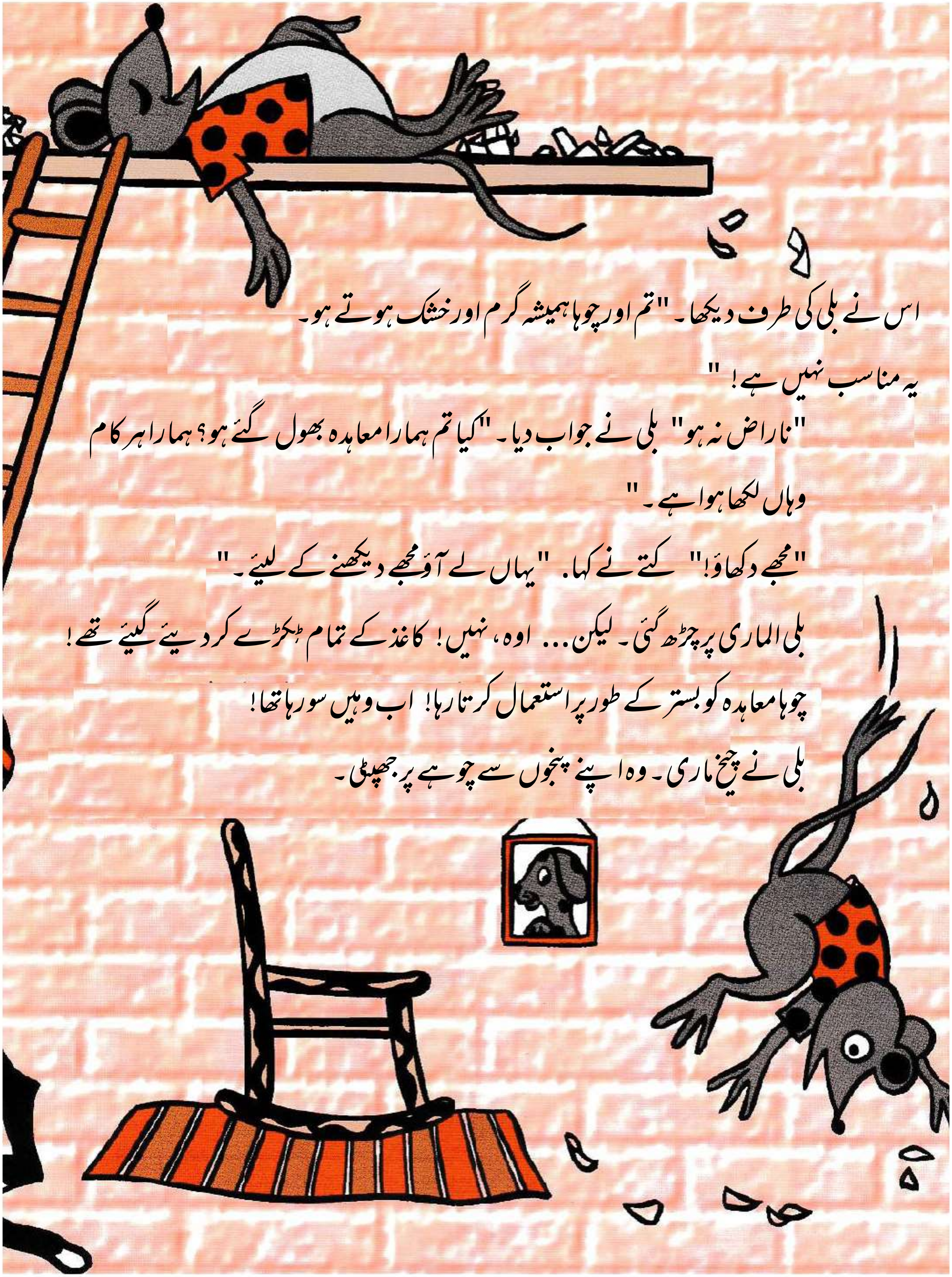
کتے اور بلی کو یہ خیال بہت پسند آیا ۔ چنانچہ چوہے نے ایک معاہدہ لکھا اور سب نے اپنے ناموں پر دستخط کر دیئے ۔ پھر بلی نے معاہدے کو محفوظ رکھنے کے لیئے ایک اونچے الماری پر رکھ دیا ۔

اب معاہدے کے مطابق کتا گھر کے باہر کام کرتا ہے اور بلی اور چوہا اندر کام کرتے ہیں ۔

سب ٹھیک تھا ، یہاں تک ۔ ۔ ۔

ایک رات ، کتا اندر آیا اور شکایت کی ، "میں اکیلا ہی کیوں باہر کام کرتا ہوں ؟ سرد اور نمی سے میں پریشان رہتا ہوں ! "





اس نے بلی کی طرف دیکھا۔ "تم اور چوہا ہمیشہ گرم اور خشک ہوتے ہو۔
یہ مناسب نہیں ہے!"

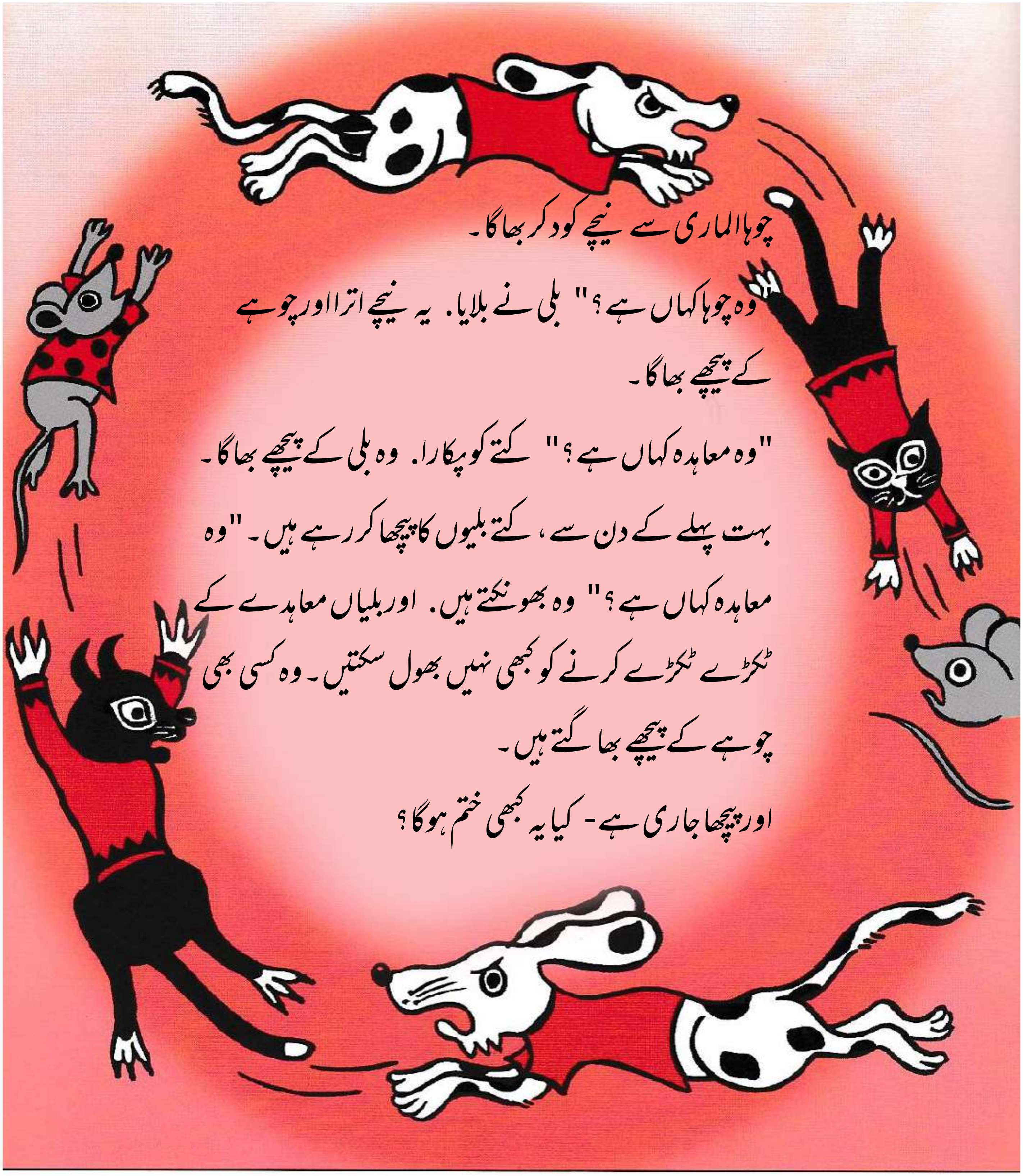
"ناراض نہ ہو" بلی نے جواب دیا۔ "کیا تم ہمارا معاہدہ بھول گئے ہو؟ ہمارا ہر کام
وہاں لکھا ہوا ہے۔"

"مجھے دکھاؤ!" کتے نے کہا. "یہاں لے آؤ مجھے دیکھنے کے لیئے۔"

بلی الماری پر چڑھ گئی۔ لیکن... اوہ، نہیں! کاغذ کے تمام ٹکڑے کر دیئے گیئے تھے!

چوہا معاہدہ کو بستر کے طور پر استعمال کرتا رہا! اب وہیں سو رہا تھا!

بلی نے چیخ ماری۔ وہ اپنے پنجوں سے چوہے پر جھپٹی۔



چوہاالماری سے نیچے کود کر بھاگا۔

"وہ چوہا کہاں ہے؟" بلی نے بلایا. یہ نیچے اترا اور چوہے کے پیچھے بھاگا۔

"وہ معاہدہ کہاں ہے؟" کتے کو پکارا. وہ بلی کے پیچھے بھاگا۔

بہت پہلے کے دن سے، کتے بلیوں کا پیچھا کر رہے ہیں۔ "وہ معاہدہ کہاں ہے؟" وہ بھونکتے ہیں. اور بلیاں معاہدے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کبھی نہیں بھول سکتیں۔ وہ کسی بھی چوہے کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

اور پیچھا جاری ہے- کیا یہ کبھی ختم ہوگا؟

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation
Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

بندروں کے روزے کا دن

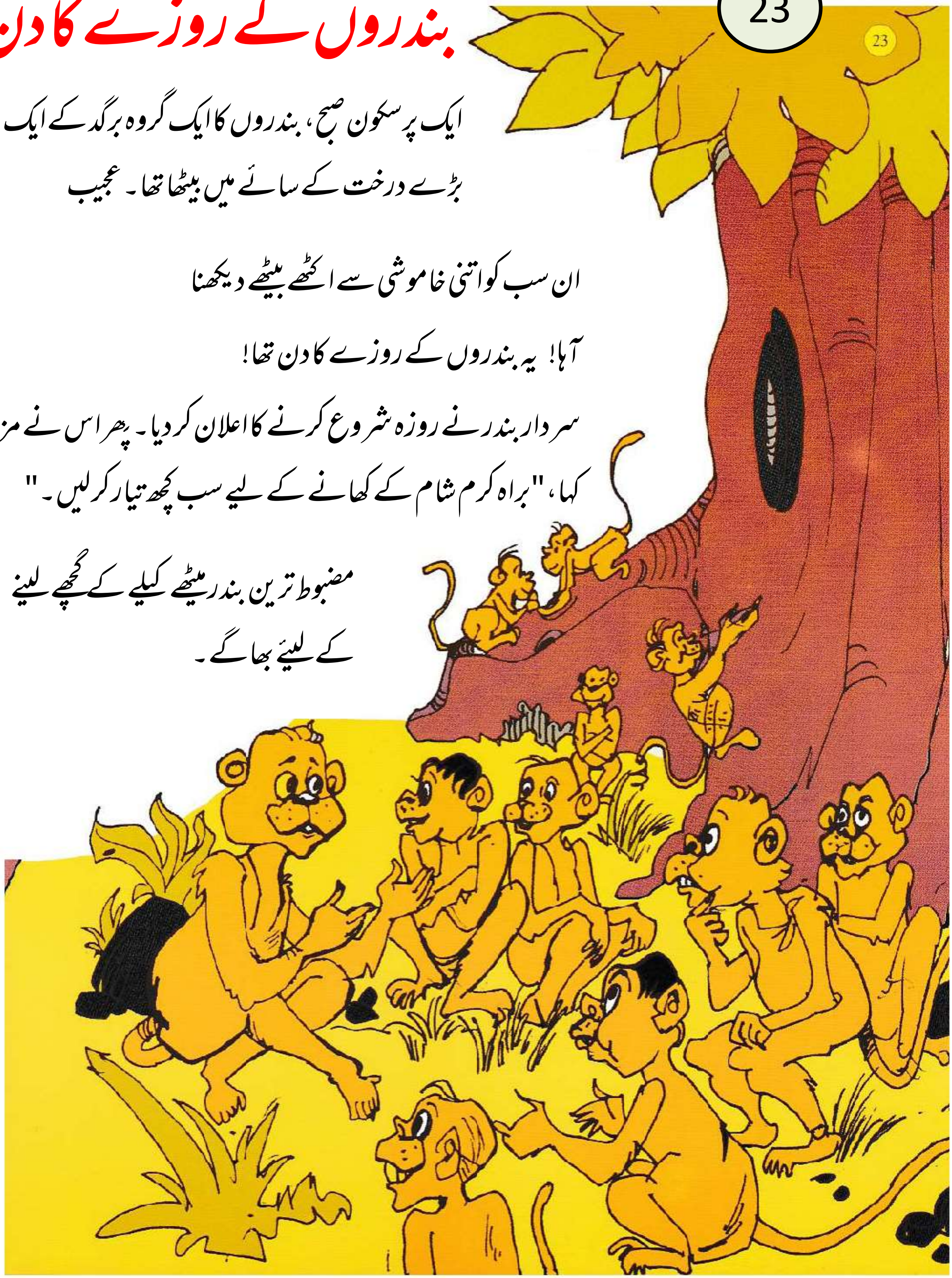
ایک پر سکون صبح، بندروں کا ایک گروہ برگد کے ایک بڑے درخت کے سائے میں بیٹھا تھا۔ عجیب

ان سب کو اتنی خاموشی سے اکٹھے بیٹھے دیکھنا

آہا! یہ بندروں کے روزے کا دن تھا!

سردار بندر نے روزہ شروع کرنے کا اعلان کر دیا۔ پھر اس نے مزید کہا، "براہ کرم شام کے کھانے کے لیے سب کچھ تیار کر لیں۔"

مضبوط ترین بندر میٹھے کیلے کے گچھے لینے کے لیئے بھاگے۔



پھر وہ پیچھے بھاگے اور گچھے سردار کے سامنے رکھے ۔

آگے سردار کی بیوی بولنے کے لیئے کھڑی ہوئی ۔ "کیا اب ہم کھانا تقسیم کریں ؟" اس نے پوچھا. "روزہ ختم ہونے پر ہم وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے ۔ آخر ہمیں تب بہت بھوک لگی ہوگی ۔ "

بندر مان گئے ۔ ایک ایک کر کے اپنا حصہ لینے آئے ۔

"کیا ہم صرف ایک کیلا چھیل کر تیار رکھیں ؟" ایک چھوٹے بندر نے پوچھا ۔



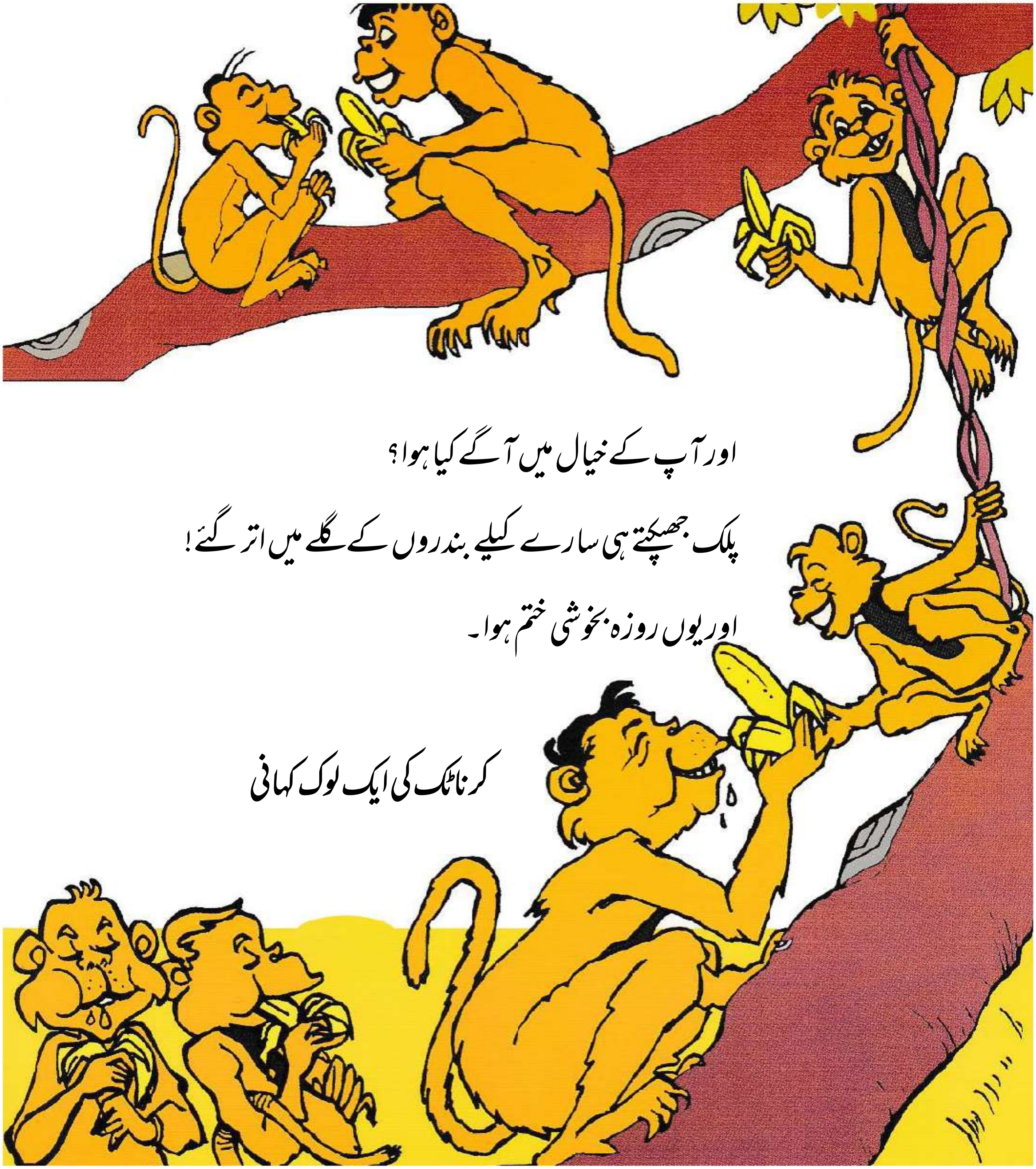


کیا شاندار خیال ہے! تمام بندروں نے شام کے لیے تیار رہنے کے لیئے ایک کیلا چھیل دیا۔

پھر ایک ننھے بچے نے اپنے باپ سے سرگوشی کی، "کیا میں اپنے منہ میں صرف ایک کیلا رکھ سکتا ہوں؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک آپ مجھے نہ کہیں گے میں اسے نہیں کاٹوں گا۔"

باپ بندر اس خیال پر اچھل پڑا۔ "ہم سب اپنے چھلے ہوئے کیلیے اپنے منہ میں کیوں نہیں رکھتے؟" اس نے تجویز کیا. "روزہ ختم ہونے پر وہ نگلنے کے لیے تیار ہوں گے! "

جلدی سے تمام بندروں نے چھلے ہوئے کیلیے منہ میں ڈال لیئے۔ لیکن جلد ہی وہ بےچینی سے جھڑ کنے لگے۔ وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdui Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy



ہم کون ہیں؟

یہ اپنے بچے کو پکڑ کر درختوں میں چھلانگ لگاتا ہے۔
شاخوں پر جھولتا ہے ہم پر منہ بناتا ہے!

یہ پانی میں خوش ہے۔
یہ زمین پر جدوجہد کرتی ہے۔

وہ وفادار ہے۔
وہ ملنسار ہے۔
وہ گھر کی حفاظت کرتی ہے۔
وہ آپ کے لیئے اپنا سب کچھ دیگی۔



میں بہت خاموشی سے چلتا ہوں- لیکن میں چور نہیں ہوں!
میں جھپٹ کر پکڑتا ہوں- لیکن میں پولیس ہیں ہوں!
میں بہت سوتا ہوں- لیکن میں بچہ نہیں ہوں!
میں سارا دن گھر میں رہتی ہوں- لیکن میں بوڑھی عورت نہیں ہوں!

زمین پر وہ احتیاط سے حرکت کرتا ہے۔
اوپر، وہ آزاد گھومتا ہے۔
اس کی لمبی، جھاڑی والی دم
آ ئیے اسے درختوں کے درمیان اڑائیں۔

وہ سامان اور لوگوں کو لے جاتی ہے۔
نہ ختم ہونے والی لہروں پر۔
ساحل سے کنارے تک عبور کرنا
بغیر انجن یا بادبان کے

چار مگدر پٹکتے ہوئے۔
دو پنکھ لہراتے ہوئے۔
لمبی ٹیوب جھولاتے ہوئے۔
لٹکتی ہوئی چھوٹی رسی۔
مستحکم اور پر سکون
یہ جلوس کی قیادت کرتا ہے۔

بہت بڑا اور تیز اور مضبوط
اس کے پورے جسم پر لمبے، سیاہ بال
یہ وسیع جنگل میں گھومتا ہے۔
سوائے سردیوں کے، جب وہ سوتا ہے۔

میں آپ کے لیے سخت محنت کروں گا۔
میں تمہارے لیے بوجھ اٹھاؤں گا۔
لیکن اگر تم لاٹھی اٹھاؤ
اوہ! میں لات ماروں گا!

میری دس ٹانگیں ہیں۔
لیکن میں آٹھ کے ساتھ چلتا ہوں۔
میں ایک طرف بڑھتا ہوں۔
کیونکہ میں سیدھا نہیں چل سکتا

اس کی چار مضبوط ٹانگوں اور کھر والے پاؤں کے ساتھ
وہ کھڑی پہاڑوں اور پھیلے ہوئے درختوں پر چڑھتی ہے۔
نرم گھاس اور پتیوں کی تلاش میں

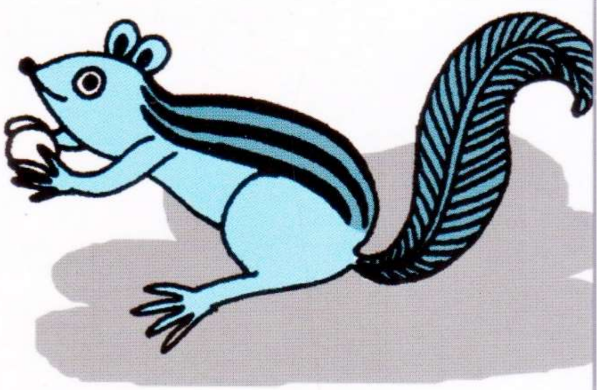
میں سست لیکن مستحکم ہوں۔
میری حفاظت کے لیئے میرے پاس ایک مضبوط خول ہے۔
اگر مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے،
میں اپنا سر اپنے خول کے اندر کھینچ لیتا ہوں۔

وہ دیواروں اور چھت پر چلتا ہے۔
وہ ایک جھٹکے سے کیڑوں کو پکڑتا ہے۔
وہ اپنی جان بچانے کے لیے دُم چھوڑ دیتا ہے
اور تیزی سے اسے واپس اگاتا ہے۔

جب میں پیدا ہوا تو میں نے ایک دُم بڑھایا
جب میں نے ٹانگیں بڑھائیں تو میری دُم نکل گئی۔
میں زمین پر رہتا ہوں، لیکن مجھے پانی پسند ہے
وہیں سے میرا تعلق حقیقی ہے۔

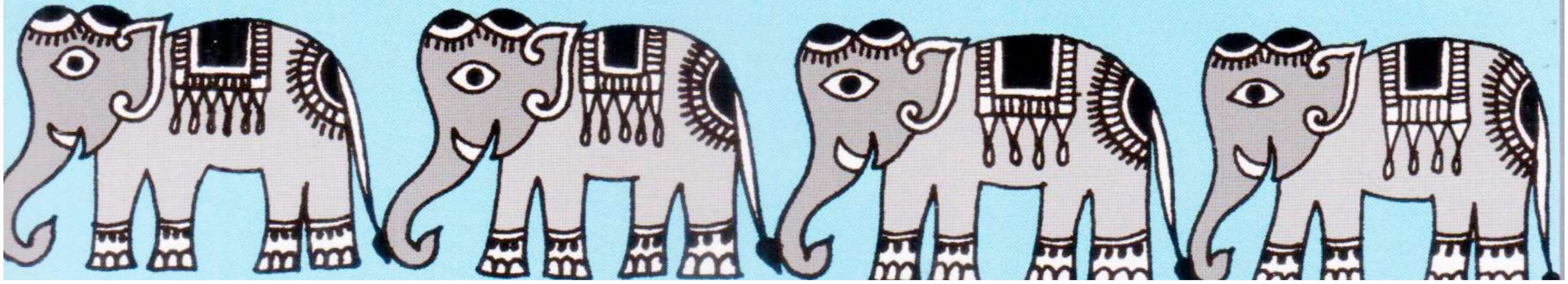
لمبی ٹانگیں مضبوطی سے زمین پر ٹکی ہوئی۔
لمبی گردن جو زمین کے اوپر پھیلی ہوئی ہے۔
وہ نئے ملائم پتیوں کو چھوتی ہے جو اسے مل جاتی ہے۔

ہر کوئی خوفزدہ ہے
اس پیلی داڑھی والے سے
اگر وہ گرجتا ہوا آتا ہے
لوگ کانپتے ہوئے بھاگتے ہیں۔



ہم اندھیرے میں دلیری سے اڑتے ہیں۔
ہم سونے کے لیے الٹا لٹکتے ہیں۔
ہم اپنے نوجوانوں کو دودھ پلاتے ہیں۔
اور ہمیں پھل کھانے کا شوق ہے۔

شیر، ہاتھی، کتا، گلہری، گدھا، گھوڑا، بکرا، بندر، زرافہ، اونٹ، بلی، کیکڑا، مینڈک، چھپکلی، مچھلی، چمگادڑ، ریچھ، کچھوا



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy

25

شاندار گدھا

نصرالدین کے پاس گدھا تھا۔ یہ ایک بدمزاج جانور تھا اور اسے کام سے نفرت تھی۔ اور یہ ہمیشہ بھوکا تھا!

نصرالدین کو قدرتی طور پر گدھا بالکل پسند نہیں تھا۔ "یہ کتنا اچھا ہوگا اگر میں اسے بیچ سکتا ہوں،" اس نے سوچا۔

ایک دن وہ گدھے کو بازار لے گیا۔ گھر آیا تو زور زور سے ہنس رہا تھا۔



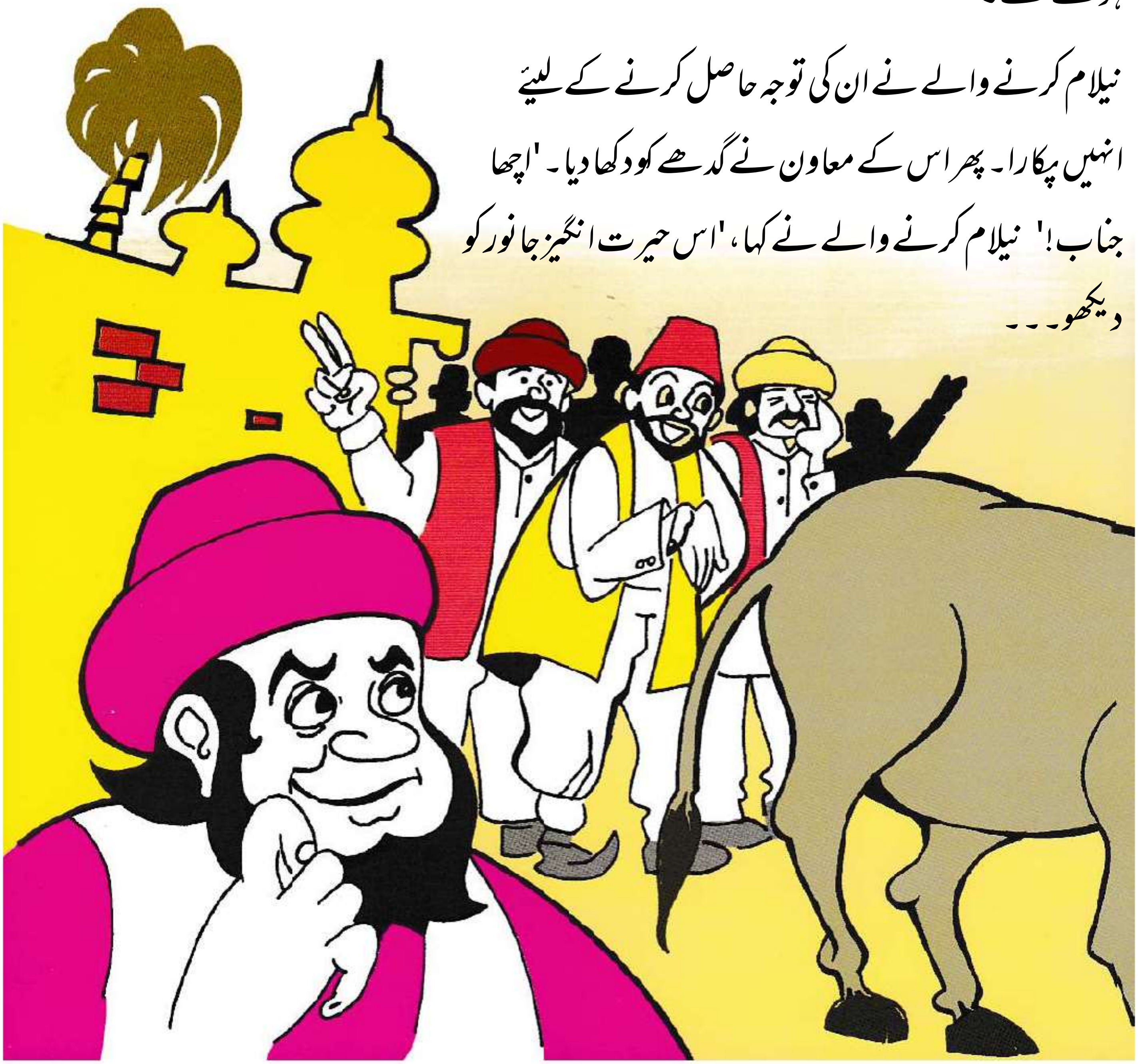
"جانتی ہو میں نے آج کیا کیا؟" اس نے اپنی بیوی سے پوچھا. "میں اپنا گدھا بازار لے گیا اور نیلام کرنے والے کو بیچنے کے لییَ دے دیا۔"

ہمارا سست، بیچارہ گدھا؟" اس کی بیوی نے پوچھا۔"

"ہاں، واقعی!" نصرالدین نے کہا۔ "اور اس نے اسے اچھی قیمت پر بیچا بھی! میں آپ کو پوری کہانی سناتا ہوں،" اس نے مزید کہا۔

بازار میں بھیڑ تھی، بہت سے لوگ خریداری کے لییَ آئے ہوئے تھے۔

نیلام کرنے والے نے ان کی توجہ حاصل کرنے کے لییَ انہیں پکارا۔ پھر اس کے معاون نے گدھے کو دکھا دیا۔ 'اچھا جناب!' نیلام کرنے والے نے کہا، 'اس حیرت انگیز جانور کو دیکھو۔۔۔



"حیرت انگیز جانور! کیا ہر کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا کہ یہ بدمزاج ہے؟" نصرالدین کی بیوی نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں! نیلام کرنے والا ایک ہوشیار آدمی ہے! اس نے اسے پہلے ہی گاجریں کھلائی تھیں، ویسے بھی، اس نے ہمارے گدھے کی آسمانوں تک تعریف کرنا شروع کر دی، 'لمبے کانوں اور مضبوط ٹانگوں کا مشاہدہ کرو!' اس نے کہا ان مضبوط دانتوں کو دیکھو! اس نے خوبصورتی سے کہا، 'یہ گدھا جوان ہے اور اس کے نئے مالک کے لیئے بہت محنت کرے گا'، اس وقت گدھا مجھے بھی اچھا لگ رہا تھا! ""

نصرالدین کی بیوی نے کہا، "یہ حیرت کی بات ہے۔"



"جب بولی لگائی گئی،" نصرالدین نے جاری رکھا، "لوگوں نے صرف تھوڑی سی رقم کی پیشکش کی۔ پہلی بولی صرف تین سونے کے سکوں کی تھی۔ لیکن نیلام کرنے والے نے مزید بولیاں طلب کیں، اور جلد ہی کسی نے سونے کے دس سکے پیش کیئے! پھر کسی نے سونے کے پندرہ سکے پیش کیئے۔ اور قیمت بڑھتی رہی۔۔۔"

نصرالدین کی کہانی میں گدھے کی آواز سے خلل پڑا۔ ہی۔ ھا! ہی۔ ھا! آواز بہت قریب تھی!

اس کی بیوی چونک گئی۔ "آخر کیا ہوا؟" اس نے پوچھا. "جلدی بتاؤ!"

نصرالدین نے فخریہ انداز میں اپنی کہانی ختم کی: "میں نے سوچا، 'میں ایسا شاندار جانور کیوں بیچوں؟' اور میں نے خود اسے تیس سونے کے سکوں میں خرید لیا!"



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdui Mohammad Naseem

Artist Uma Krishnaswamy

ببول کے درخت کی تین خواہشات

ایک گرم، خشک میدان میں ایک لمبی سیدھی سڑک چلتی تھی۔ اس کے پاس چند سخت درخت اگے تھے۔ ان میں سے ایک کانٹے دار ببول تھا۔

"کوئی بھی مجھ سے پیار نہیں کرتا،" ببول کا درخت اکثر اپنے آپ سے کہتا۔ "لیکن کانٹوں کے بغیر درخت- ہر کوئی ان سے پیار کرتا ہے! اور وہ کتنے خوبصورت ہیں! "

ببول کے درخت نے اپنے پورے دل سے خواہش کی اور خواہش کی کہ وہ کانٹوں کے بغیر رہے: "مجھے بدلنے دو!" اس نے سوچا. اچانک اس کے کانٹے غائب ہو گئے۔ نرم، سبز پتے اس کی شاخوں سے لٹک رہے تھے۔ کیا خوشی!

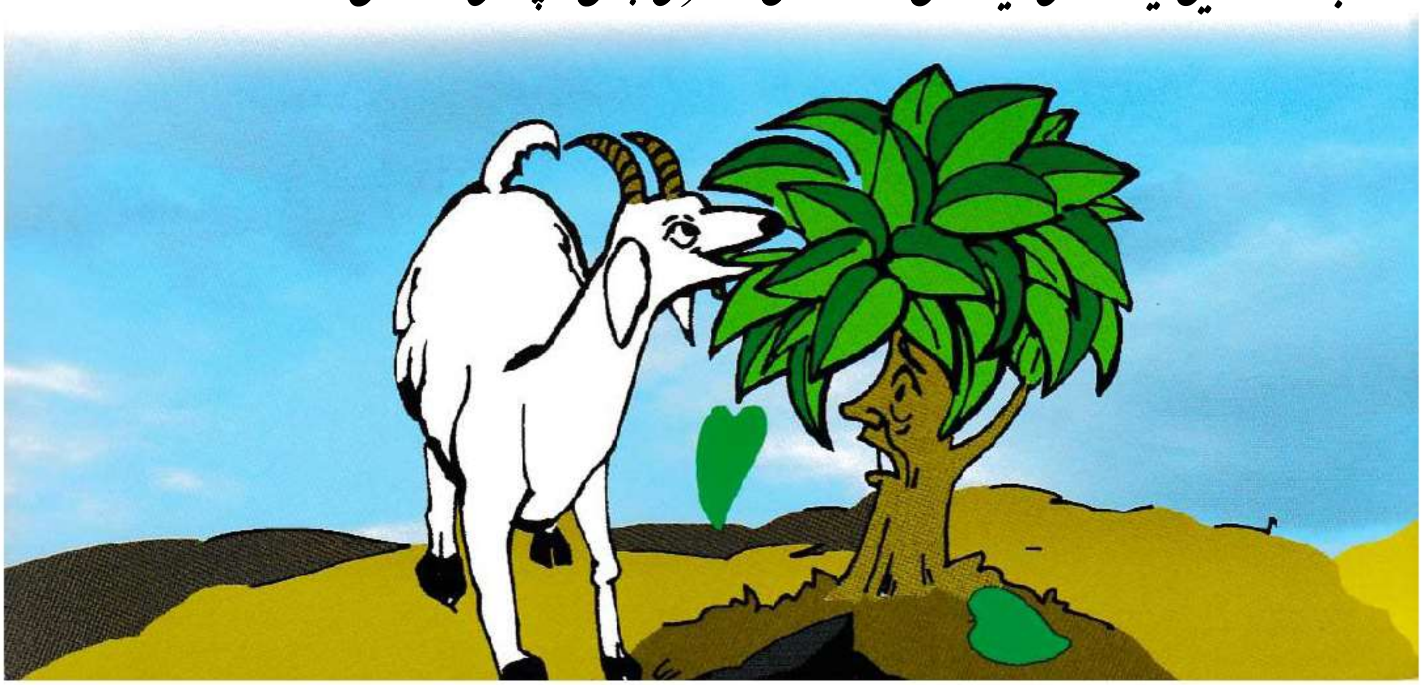




کچھ ہی دیر میں ایک بکری سڑک پر چلتی ہوئی آئی۔ اس نے نرم، رسیلی پتیوں کو دیکھا. وہ کھانے کے لئے رک گئی. "اوہ، نہیں!" درخت نے آہ بھری. "یہ بکری میرے تمام خوبصورت نئے پتے اکھاڑ پھینکے گی! آہ! کاش وہ سونے میں بدل جائیں! "

اگلے ہی لمحے انہوں نے کیا!

اب راستے میں ایک آدمی آیا۔ اس نے روشن، سنہری پتوں کو چوڑی آنکھوں سے دیکھا۔





"کیا معجزہ ہے!" اس نے کہا. "اور میرے لیئے کتنی خوش قسمتی ہے!" وہ شخص سنہری پتے توڑنے لگا۔ وہ اس وقت تک توڑتا رہا جب تک کہ بیچارہ درخت بالکل ننگا نہ ہو گیا!

جب لوگ سونا دیکھتے ہیں تو کیا وہ کبھی اس کے پاس سے گزریں گے؟" درخت نے آہ بھری. "آہ! کاش میرے پاس شیشے کے پتے ہوتے!" پل بھر میں اس کی شاخوں پر شیشے کے پتے ٹمٹما رہے تھے۔

"آخر کار درخت نے خود کو محفوظ محسوس کیا۔ لیکن اچانک تیز ہوا چل پڑی۔ اوہ، نہیں! ہوا نے شیشے کے پتوں کو ایک دوسرے سے ٹکرایا۔ وہ سب چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹ گئے!



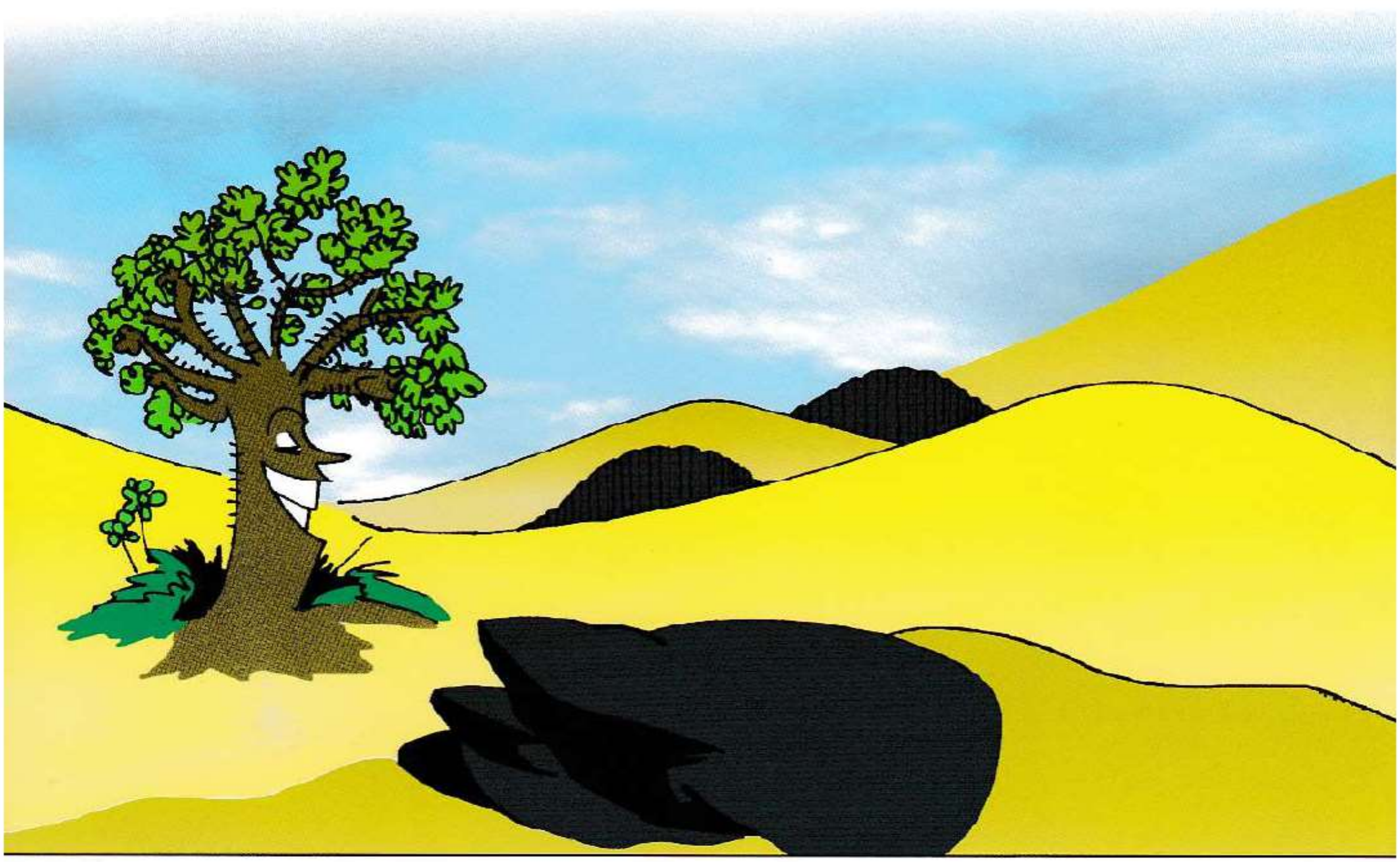
درخت نے چیخ کر کہا کیا میں کبھی سکون سے نہیں رہوں گا؟

پھر اس نے سوچا، "میں ایک درخت بننا چاہتا ہوں۔۔۔

...ایسے پتوں سے جنہیں بکری نہیں کاٹتی... ایسے پتوں سے جہیں آدمی نہیں کاٹتے... پتوں سے ہوا نہیں توڑ سکتی! "

اس پر فوراً کانٹے اُگ آئے۔ یہ ایک بار پھر ببول کا درخت تھا! اور ایک ببول کا درخت خوشی خوشی رہ گیا۔
اس نے پھر کبھی اپنے کانٹوں پر افسوس نہیں کیا۔

بھارت کی ایک لوک کہانی



© Katha Jharna 2008

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

شیر بادشاہ اور خرگوش

یہ سردیوں کی ایک روشن اور سرد صبح تھی۔ شیر بادشاہ مشکل سے اٹھا۔ ''میں شکار کرنے کے لیئے بہت بوڑھا ہو گیا ہوں'' اس نے اداسی سے سوچا۔

لیکن جلد ہی اس کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ کیا وہ جنگل کا بادشاہ نہیں تھا؟ اس نے ایک منصوبہ بنایا اور انتظار کرنے کے لیئے اپنے غار کے باہر بیٹھ گیا۔

اس دن جنگل کے جانوروں کو اپنے بادشاہ سے ملاقات کے لیئے بلایا گیا۔ کانپتے ہوئے وہ غار کے قریب پہنچے۔



شیر نے کیا کہا : "میرے پیارے رعایا! تم سب مجھے دیکھتے ہی بھاگ جاتے ہو، پھر بھی میں اپنے روزمرہ کے شکار میں صرف ایک ہی جانور کو پکڑتا ہوں، اب سوچو، تم محنتی لوگ ہو، کیوں میرا شکار تمہاری مصروف زندگیوں میں خلل ڈالے؟"

"میرا منصوبہ سنو، آج سے، شکار پر نکلنے کے بجائے، میں یہاں اپنے غار میں انتظار کروں گا۔ تم میں سے صرف ایک کو کھانے کے لیے میرے پاس آنے دو، تم سب مل کر فیصلہ کر سکتے ہو کہ میرا شکار کون ہو گا۔"

"اپنے آزاد انتخاب سے، آپ پورے جنگل میں امن لا سکتے ہیں۔"

خیر! کیا شاندار خیال ہے! جانور حیران اور خوش ہوئے۔ صرف ایک چھوٹے خرگوش کو شک تھا۔ "جب ہمارا بادشاہ شکار پر جاتا ہے تو ہم سب کے پاس بچ نکلنے کا موقع ہوتا ہے۔ لیکن اس نئے منصوبے کے ساتھ جس کو چنا جائیگا اس کے لیئے کوئی فرار ہونے کا موقع نہیں ہوگا! آہ، غریب مخلوق! "

تاہم، منصوبہ شیر کے لیے بالکل کام کر گیا۔ اس کے پاس روزانہ ایک جانور بھیجا جاتا تھا جبکہ باقی بغیر کسی خوف کے اپنی زندگی گزارتے تھے۔
کچھ عرصہ بعد ننھے خرگوش کی باری آئی۔



"کیا میں بادشاہ کے پاس کھانا کھانے جاؤں؟" اس نے سوچا.
"نہیں! اصل میں، میں اس سارے انتظام کو روکنے جا رہا ہوں! "



خرگوش ڈھیر سے سے بادشاہ کے غار میں چلا گیا۔ وہ باہر کھڑا انتظار کرنے لگا۔ جلد ہی شیر باہر نکل آیا۔ خرگوش کو دیکھ کر وہ دھاڑتے ہوئے بولا، "اتنی دیر کیوں کر دی؟"

"اے بادشاہ!" چھوٹے خرگوش نے عاجزی سے جواب دیا۔ "برائے مہربانی مجھے معاف کر دیں۔ میں نے آپ کے کھانے کے لیئے وقت پر پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن میری مرضی کے خلاف مجھے تاخیر ہوئی۔ "

"بتاؤ کیا ہوا!" شیر نے کہا.

"جب میں چل رہا تھا، " خرگوش نے کہا، "ایک عجیب شیر نے مجھے روکا۔ 'میں تمھیں کھانے جا رہا ہوں!' اس نے کہا 'تم مجھے نہیں کھا سکتے!' میں نے اس سے کہا کہ میں جنگل کے بادشاہ سے ملنے جا رہا ہوں۔ "

"'جنگل کا بادشاہ؟' عجیب شیر دہاڑ کر بولا۔ 'کون ہے وہ؟ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا! مجھے دیکھاؤ اس 'بادشاہ' کو! ' لیکن میں کسی طرح بچ نکلا، عزت معاب، اور سیدھا آپ کے پاس پہنچا! "

بادشاہ غصے سے بھڑک اٹھا۔ "کہاں، وہ بدتمیز شیر کہاں ہے؟ مجھے اسی وقت اس کے پاس لے چلو!" وہ گرجا. خرگوش بادشاہ کو جنگل کے کنارے لے گیا۔



اچانک ان کے سامنے ایک کھلا میدان آگیا۔ میدان کے وسط میں ایک بڑا کنواں تھا۔
"مہربانی کر کے یہاں انتظار کرو، اے بادشاہ!" خرگوش نے کہا. "ہیں عجیب شیر کو ڈھونڈوں گا۔"

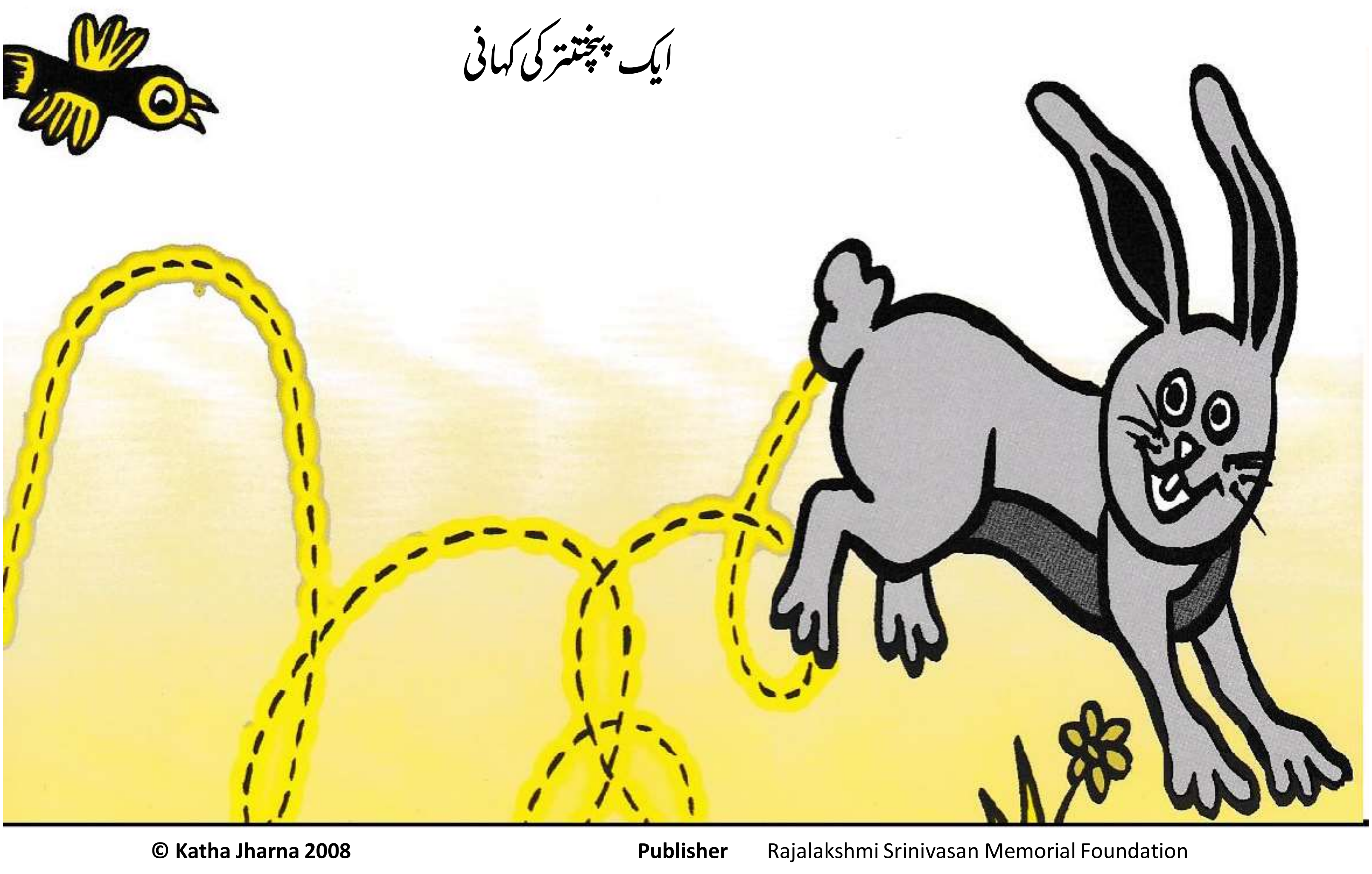
خرگوش کنویں کے پاس چلا گیا۔ وہ اندر دیکھنے کے لیئے بہت دور تک جھک گیا۔ آہ! اس کا اپنا چہرہ نیلے آسمان کے بیچ دیکھائی دیا۔

"وہ یہاں ہے، عجیب شیر یہاں ہے!" خرگوش نے کہا۔ پھر وہ کود کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔

بادشاہ گرجا! اس نے بھاگ کر کنویں کے پاس جا کر اندر دیکھا۔ وہاں ایک عجیب شیر تھا، اس کے اوپر واپس گرجا! بادشاہ حملہ کرنے کے لیئے کود پڑا۔

اور یہ شیر بادشاہ کے چالاک منصوبے کا انجام تھا!

ایک پنچتنتر کی کہانی



© Katha Jharna 2008

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

لمبا یا چھوٹا؟

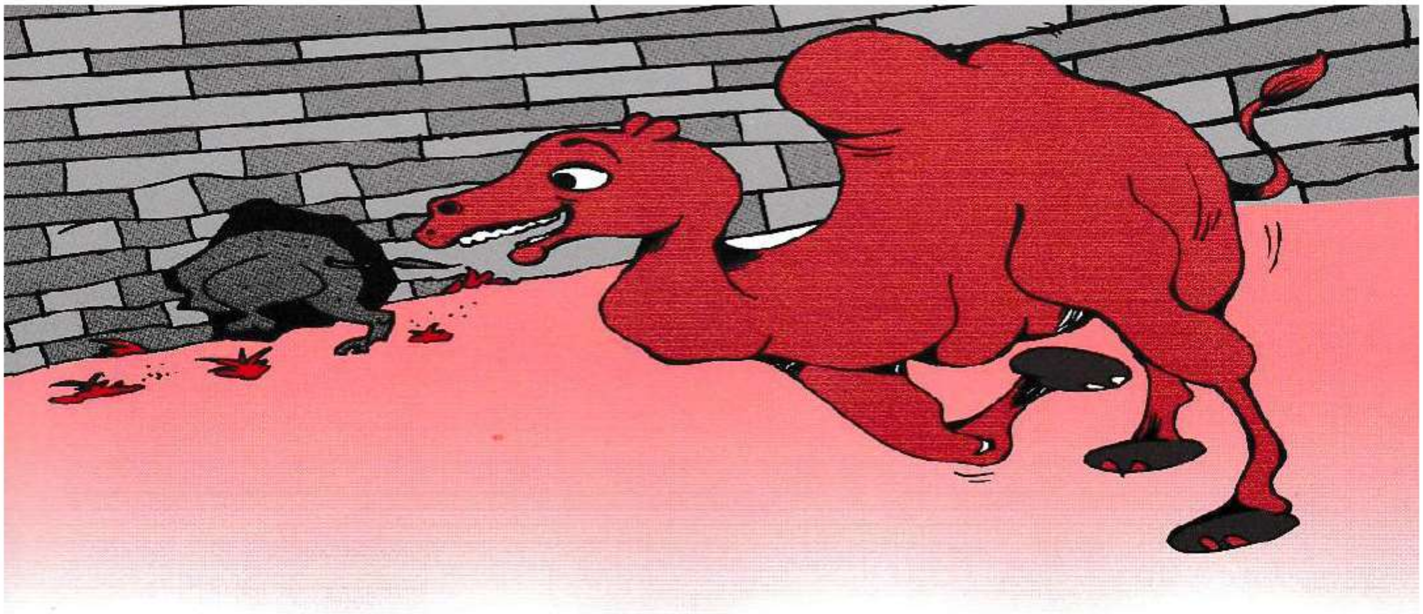
ایک اونٹ اور ایک سور بہت اچھے دوست تھے۔ لیکن وہ بغیر کسی رحم کے ایک دوسرے کو چھیڑتے تھے! ایک دن۔۔۔

اونٹ: ارے چھوٹے! یہاں دیکھو! کیا تم اتنا لمبا نہیں بننا چاہتے؟

سور: اے لمبی ٹانگوں والے! میں کیوں لمبا ہونا چاہوں؟ چھوٹا ہونا بہت بہتر ہے۔

اونٹ: دیکھو! میں اس دیوار کے بالکل اوپر دیکھ سکتا ہوں۔ دوسری طرف کھانے کے لیئے بہت سی اچھی چیزیں ہیں۔ جھاڑیاں اور جوان درخت اور پھول دار پودے۔ میں جہاں کھڑا ہوں وہاں سے رسیلی، سبز تنوں اور پتوں تک آسانی سے پہنچ سکتا ہوں۔ لیکن تم انہیں دیکھ بھی نہیں سکتے! اب سمجھ آیا؟





سور : ٹھہرو بھائی ! صبر کرو۔ مجھے آپ کو درست کرنے دو۔ کیا آپ کو وہ سوراخ دیوار کے نیچے نظر آتا ہے ؟ میں اس سوراخ سے گزر سکتا ہوں۔ میں دوسری طرف جا سکتا ہوں ! میں وہاں تمام اچھی چیزیں کھا سکتا ہوں۔ لیکن تم ! کیا آپ کا کوئی حصہ اس سوراخ میں داخل ہو سکتا ہے ؟ نہیں ! یہاں تک کہ آپ کا سر بھی داخل نہیں ہو سکتا ! (ہنستے ہوئے) الوداع، بائے ! مجھے یہاں سے کھاتے دیکھو! مزہ کرو!

سور سوراخ میں سکڑ گیا۔ وہ دوسری طرف چلا گیا۔

اونٹ بے آواز کھڑا رہا۔ پھر،

اونٹ : آپ نے جو کہا وہ سچ ہے : کچھ چھوٹے ہیں کچھ لمبے ہیں میرا سائز سب کے لیئے بہترین سائز کیوں ہونا چاہیے ؟

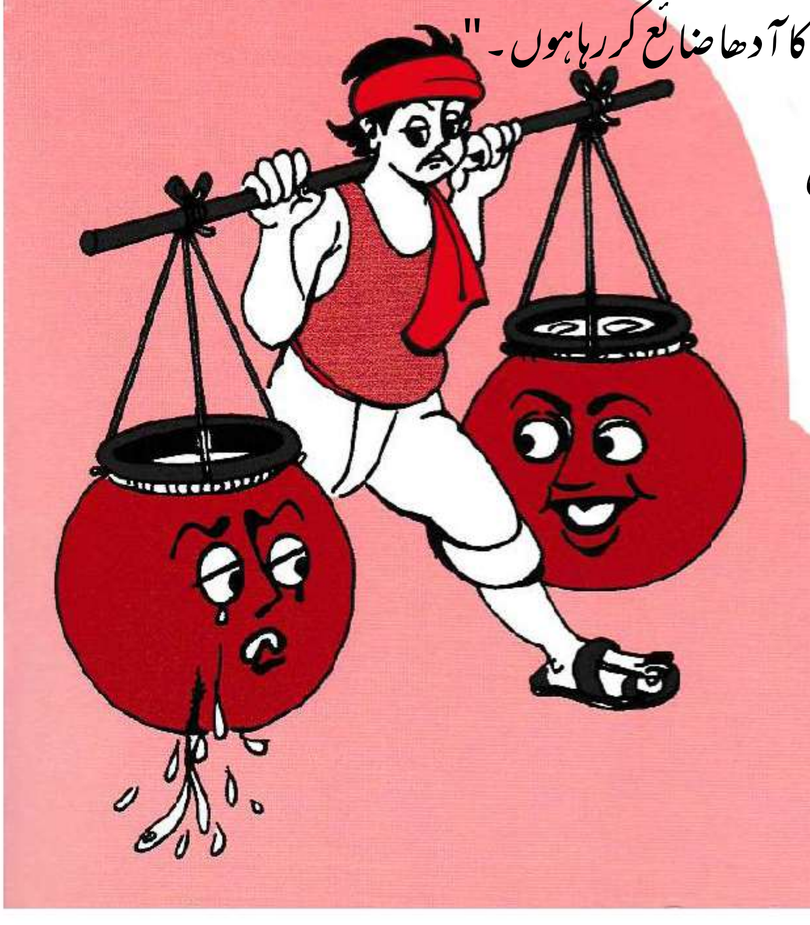
چٹخا ہوا مٹکا

گوپال ایک محنتی آدمی تھا، اور اس کا ایک کام دریا سے پانی لانا تھا۔ وہ کتنے سفر کرے گا! ہر روز آگے پیچھے، آگے پیچھے، وہ اپنے قدموں سے بنائے ہوئے راستے پر چلتا تھا۔

گوپال نے اپنے کندھوں پر متوازن ایک لمبے کھمبے سے جڑے دو مٹکوں میں ندی کا پانی اٹھایا۔ ایک مٹکے میں شگاف پڑ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا شگاف تھا، لیکن مٹکا ایک مستحکم "ٹپک، ٹپک، ٹپک" کے ساتھ ٹپک رہا تھا۔ دریا اور گھر کے درمیان، اس مٹکے میں آدھا پانی بہہ جاتا۔

یہ دیکھ کر جس مٹکے میں شگاف نہیں تھا اس کا غرور بڑھ گیا۔ "میری طرف دیکھو!" اس نے کہا. "میں ہمیشہ ایک قطرہ گرائے بغیر گھر آتا ہوں! "

اس سے چیخٹے ہوئے مٹکے کو دکھ ہوا۔ "مجھے معاف کردو!" یہ گوپال سے کہتا ہے۔ "آپ اتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں کہ کافی پانی گھر لے آئیں! پھر بھی میں اس کا آدھا ضائع کر رہا ہوں۔"



ان میں سے ایک پشیمانی کی بات کے بعد گوپال ہنس پڑا۔ پھٹے ہوئے مٹکے کو پیار سے دیکھتے ہوئے بولا، "ہمارے راستے میں بہت سے کھلے ہوئے پھول ہیں، گزرتے وقت انہیں غور سے دیکھو۔"

یہ سچ تھا! راستے میں بہت سے پھول کھلے ہوئے تھے۔ چٹکھا ہوا مٹکا ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی پریشانی بھول گیا۔ ان کی خوبصورتی نے اس کے غم کا علاج کیا۔ لیکن گھر میں پھر اداس محسوس ہوا۔

گوپال سے اس نے کہا، "ان خوبصورت پھولوں نے مجھے تھوڑی دیر کے لیے اپنی مصیبتیں بھلا دی تھیں۔ لیکن تمہاری پریشانی میری وجہ سے بڑھی ہے۔ میں اسے کیسے بھول سکتا ہوں؟"

"اے مٹکے! تم نے سب سے اہم بات نہیں دیکھی!" گوپال نے جواب دیا۔ "راستے کے صرف ایک طرف پھول کھلتے ہیں!" انہوں نے کہا. "یہ آپ سے ٹپکنے والے پانی کی بدولت ہے کہ وہ پھل پھول رہے ہیں۔"

اس نے جاری رکھا، "ایک وقت میں میں نے ایک اور مٹکا خریدنے پر غور کیا، ایک نیا مٹکا جس میں کوئی شگاف نہ ہو۔ لیکن پھر میں نے سوچا، 'پھولدار پودوں کو پھلنا پھولنا چاہیئے۔ اور لوگوں کو ان سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔'

"تم ہی ہو جو یہ ممکن بناتے ہو!" گوپال نے نتیجہ اخذ کیا۔



© Katha Jharna 2008

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi

Urdu Mohammad Naseem

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Artist Uma Krishnaswamy

چیونٹی کی بنائی چپل



ایک دفعہ ایک چیونٹی جنگل میں رہتی تھی ۔ یہ چیونٹی دوسری چیونٹیوں کی طرح نہیں تھی ۔ وہ ہمیشہ نئے چیلنجز کی تلاش میں رہتی تھی ۔

ایک دن اس نے کچھ چپل سلائی کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس نے پتے اور ٹہنیاں اکٹھی کیں اور وہ ساری رات کام کرتی رہی ۔ فجر تک وہ ایک جوڑا ختم کر چکی تھی ۔ وہ انہیں بیچنے نکلی تھی ۔

راستے میں چیونٹی کی ملاقات ایک بندر سے ہوئی ۔ کہنے لگی ، "انکل ، یہ چپل خرید لیں ۔ " بندر نے جواب دیا ، "میرے دوست ، میں چار ٹانگوں پر چلتا ہوں ، میں ایک چپل کا کیا کروں گا ؟ "

اس دن چیونٹی سے جتنے بھی جانور ملے انہوں نے اسے ایک ہی جواب دیا ۔

اس لیئے وہ یہ جان کر گھر واپس آ گئی کہ کیا کرنا ہے ۔ اس نے مزید پتے اور ٹہنیاں اکٹھی کیں اور پھر ساری رات کام کرتی رہی ۔ فجر کے وقت اس کے پاس بیچنے کے لیے چپل کے دو جوڑے تھے ۔



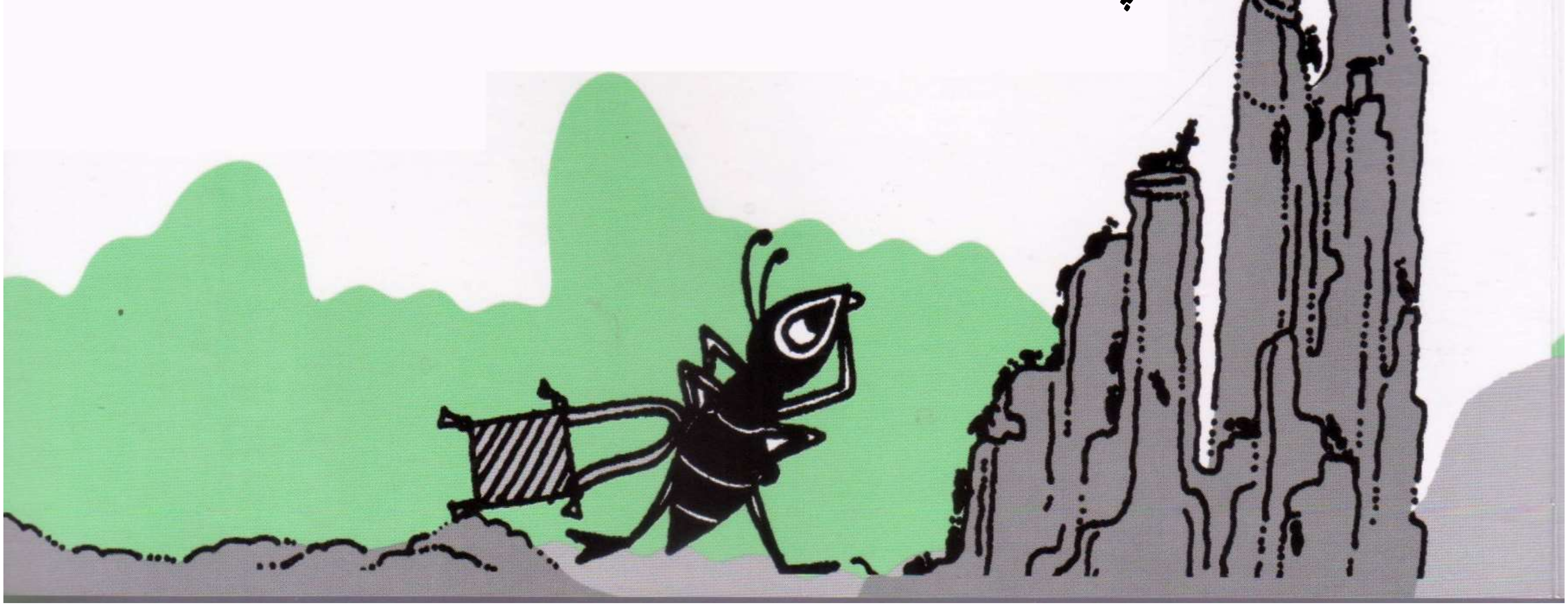


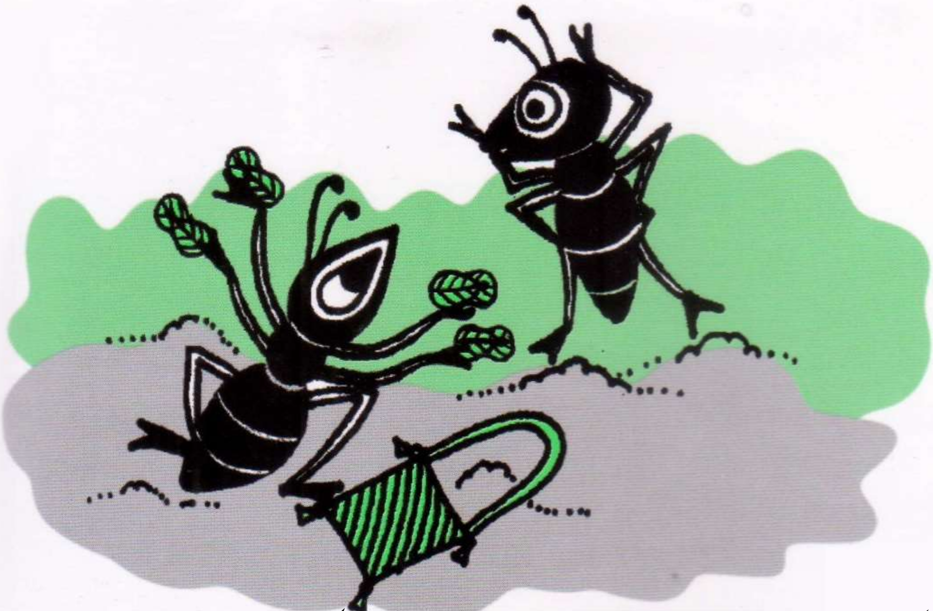


چیونٹی سیدھی بندر کے پاس گئی ۔ بندر بیٹھ گیا اور چاروں چپل اپنے ہاتھ میں لیئے ۔ اس نے انہیں غور سے دیکھا ۔ پھر اس نے کہا ، "یہ چپل تھوڑی چھوٹی ہیں ، یہ مجھے فٹ نہیں ہو نگے ، لیکن یہ آپ کی طرح ایک اور چیونٹی کو فٹ ہو نگے ، کیوں نہ اپنے کسی دوست سے پوچھیں ؟" اس نے چپل واپس کی اور اپنے راستے پر چل دیا ۔

چیونٹی اپنی سہیلی کے گھر چلی گئی ۔ اس نے اپنے دوست کو چپل دکھائی ۔ لیکن اس کے دوست نے کہا ، "میں چار چپلوں کا کیا کرو نگی ؟ ہم سب چیونٹیوں کی چھ ٹانگیں ہیں ۔ کیا تم بھول گئے ؟"

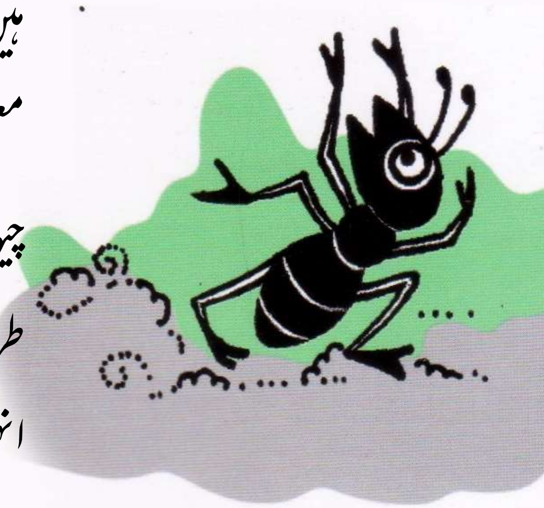
چیونٹی شرمندگی سے لال ہو گئی ! "تم ٹھیک کہہ رہی ہو" اس نے کہا اور جلدی سے گھر چلی گئی ۔ اس رات اس نے چپل کا ایک اور جوڑا سلا ۔ صبح وہ چھ چپلیں باندھ کر اپنے دوست سے ملنے چلی گئی ۔





جب اس کی سہیلی نے چپل پہننے کی کوشش کی تو چیونٹی نے اپنی سانس روک لی۔ "براہ کرم، انہیں پسند کریں! انہیں پسند کریں!" اس نے دعا کی۔

لیکن اس کی سہیلی نے کہا، "یہ چپل بہت اچھے ہیں۔ لیکن یہ بہت ہلکے وزن کے ہیں۔ یہ بہت جلد پھٹ جائیں گے۔ اس لیئے مجھے یہ نہیں چاہیئے۔ ہممم... مجھے معلوم ہے! جاؤ مکڑی سے پوچھو وہ ضرور خریدے گی۔"

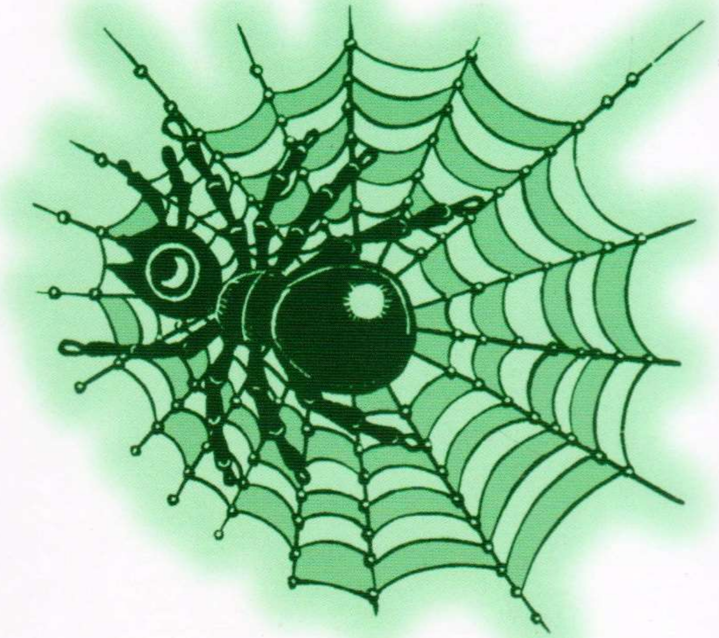


چیونٹی مایوسی سے مڑ گئی! لیکن جلد ہی اس نے دل پکڑ لیا۔ کیا اس کی چپل اچھی طرح سے نہیں بنی تھی؟ کیا وہ دلکش نہیں تھے؟ آج وہ تمام چھ چپل بیچے گی! وہ انہیں پیک کر کے مکڑی کو دیکھنے چلی گئی۔

مکڑی کے گھر کے دروازے پر چیونٹی رک گئی- اندر گئی تو کیا پکڑی نہیں جائے گی؟ "آنٹی!" اس نے پکارا. "میں تم سے ملنے آیا ہوں!" مکڑی نے آکر اسے غور سے دیکھا۔ "تم اتنے اداس کیوں ہو میرے پیارے؟" چیونٹی نے اسے وہ سب کچھ بتا دیا جو اس نے چپل کا پہلا جوڑا سلانے کے بعد سے کیا تھا۔





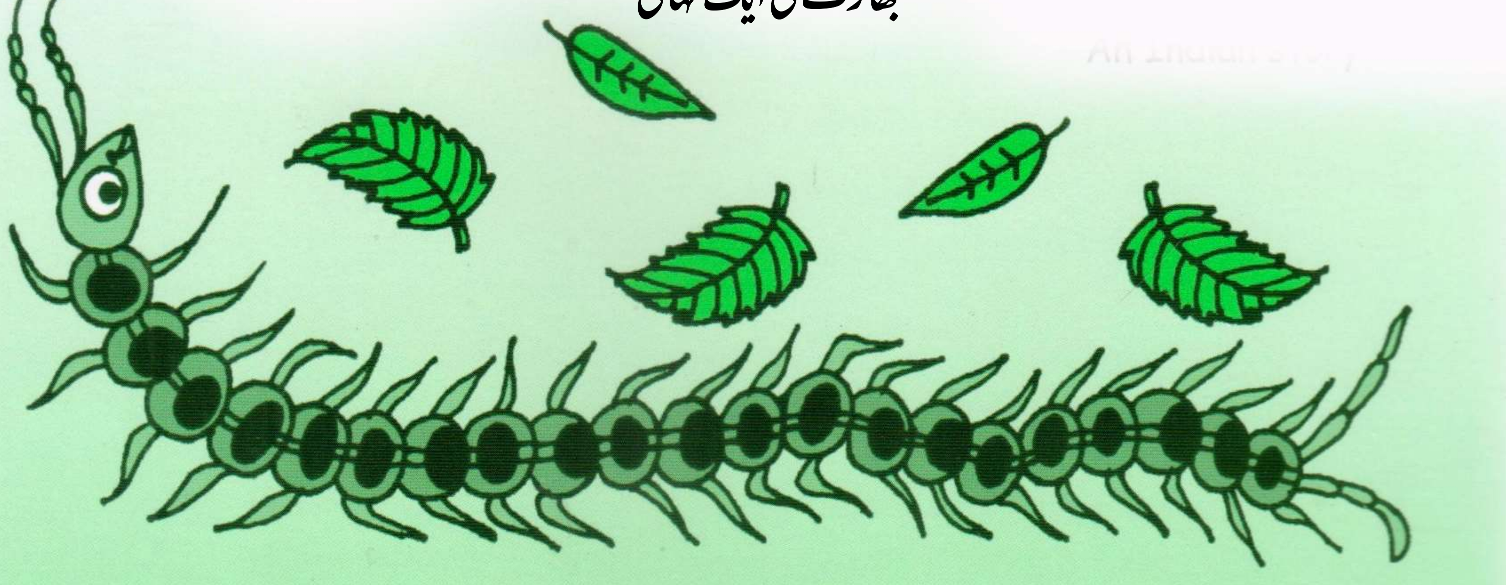


اچانک چیونٹی نے دیکھا، "اوہ! مکڑی کی آٹھ ٹانگیں ہیں! وہ مجھے ایک اور جوڑا سلائی کرنے کے لیے گھر بھیجے گی!" لیکن مکڑی کے پاس ایک بہتر خیال تھا۔

"میں آپ کو بتاؤں گی کہ آپ کی چپل کیسے بیچنی ہے۔" اس نے شفقت سے کہا۔ "جاؤ اور گوجر کو دیکھو۔ اس میں بہت ساری ٹانگیں ہیں۔ اسے چپل کے اتنے ہی جوڑے چاہیں گے جتنے تم بنا سکتی ہو۔"

"شکریہ آنٹی!" چیونٹی نے کہا اور خوشی خوشی گھر چلی گئی۔

بھارت کی ایک کہانی



P. Saraswati V. Vijayakanthi

L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

Urdui Mphammad Naseem

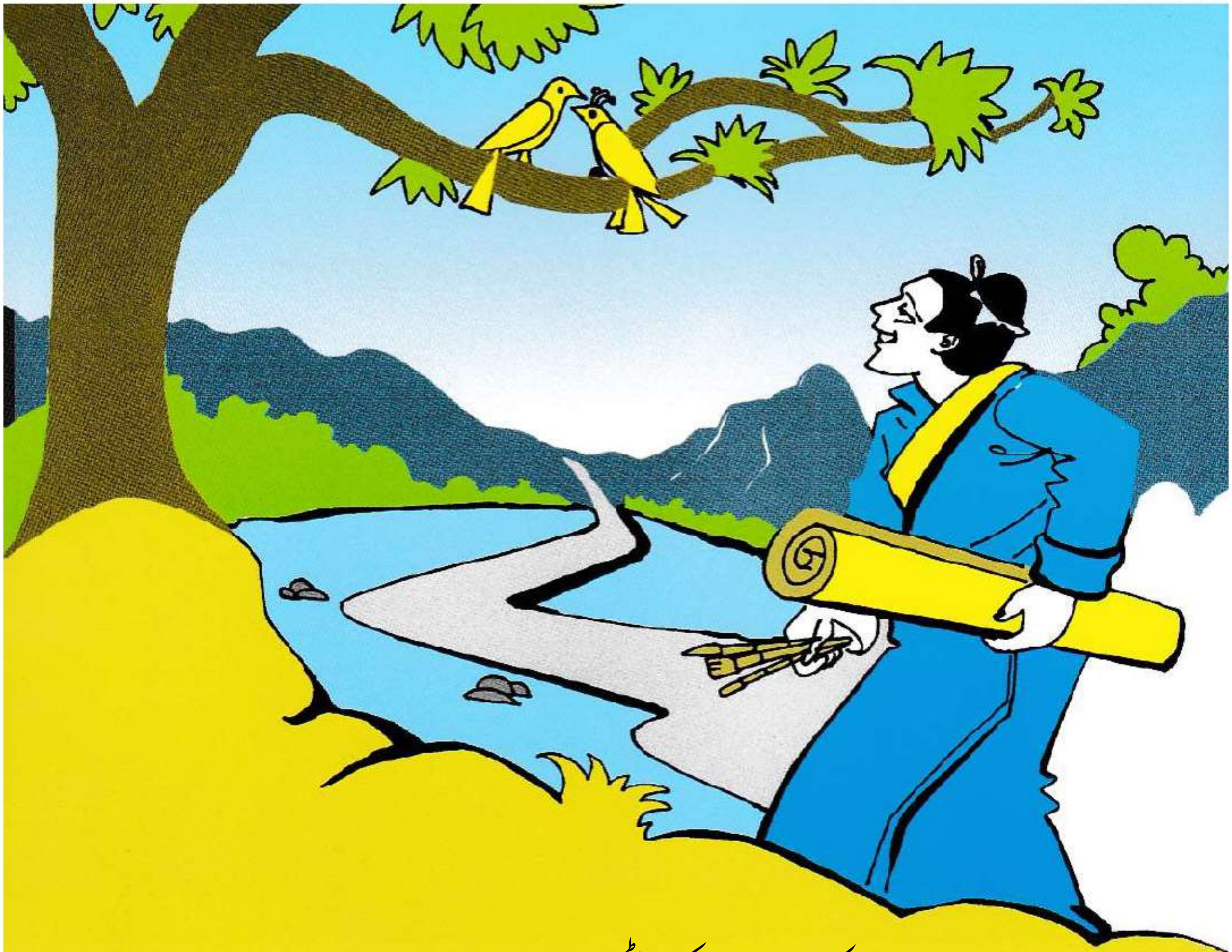
Artist Uma Krishnaswamy

پینٹر یانگ

ایک دفعہ یانگ نام کا ایک لڑکا اپنے چچا کے ساتھ رہتا تھا جو ایک مشہور فنکار تھا۔ ہر روز، یانگ اپنے چچا کے پاس بیٹھتا، اسے پینٹ کرتا دیکھتا۔ اس نے ہر تفصیل پر پوری توجہ دی۔ اس نے گھنٹوں وقت گزرنے کا احساس نہیں کیا۔

یانگ کے چچا نے دیکھا کہ دن گزرنے کے ساتھ ساتھ لڑکے کی دلچسپی گہری ہوتی جا رہی ہے۔ تو، اس نے اسے کچھ سامان خریدا اور اس سے کہا، "جاؤ اور پینٹ کرو!" یانگ اپنے گاؤں، ڈرائنگ اور پینٹنگ میں گھومتا تھا۔ وہ جب بھی کوئی تصویر ختم کرتا تو چچا اس پر ایک نظر ڈال لیتے۔





ایک دن اس کے چچا نے چیخ کر کہا، "آپ کی پینٹنگز بہت خوبصورت ہیں! آپ میں بہت اچھا ہنر ہے!" اس نے ایک منٹ سوچا۔ انہوں نے کہا کہ آئیے ایک نمائش تیار کریں۔ "ہم اپنے تمام پڑوسیوں کو مدعو کریں گے۔ ہم آپ کی پینٹنگز دکھائیں گے۔ ہمارے دوست خوش ہوں گے! "

پڑوسی یانگ کی پینٹنگز دیکھنے آئے۔ وہ سب اس کی تعریف کرنے کے لیئے دوڑ پڑے۔ "یہ تصاویر بہت حقیقی لگ رہی ہیں!" ایک نے کہا. "مکھیاں آپ کے پھولوں سے امرت پینا چاہیں گی!" ایک اور نے کہا. "وہ تمہارے شہد کی مکھیوں میں زر گل لائیں گے! "



یانگ کے چچا بہت خوش ہوئے۔ نمائش کے بعد اس نے یانگ سے کہا، "شہر میں میرا ایک دوست ہے، وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔" اور اس نے یانگ کو اپنے دوست کے گھر جانے کی ہدایت دی۔

یانگ اس سے الگ نہیں ہونا چاہتا تھا۔

لیکن وہ چچا سے انکار کیسے کر سکتا تھا۔

اسی دن اپنا بیگ پیک کیا اور شہر کے لیئے روانہ ہوا۔

سڑک ایک وسیع جنگل سے گزری۔ درختوں کے درمیان چلتے ہوئے، یانگ پر جادو چھا گیا تھا! بیلیں، پھولدار پودے، جانور، پرندے... سب دیکھنے اور تعریف کرنے کے منتظر ہیں۔ یانگ ڈرائنگ کرنے کے لیئے رک گیا۔ سب سے پہلے، اس نے ایک ہرن کو کھینچا جو راستے کے قریب چر رہا تھا۔ پھر اس نے پیلے رنگ کے پرندوں کے ایک جوڑے کا عکس بنایا جو درخت کی شاخ پر بیٹھے تھے۔ اور درخت! یانگ ہر ایک کی انفرادیت دیکھ سکتا تھا۔ وہ ان سب کی ڈرائینگ بنانے کے لیئے تڑپ رہا تھا!



یانگ کئی دنوں تک جنگل میں ڈرائنگ اور پینٹنگ کرتا رہا۔ ہر رات وہ راستے کے اوپر درختوں کی جھونپڑی میں محفوظ طریقے سے سوتا تھا۔

ایک دن یانگ نے ایک سور دیکھا۔ جب وہ اس کی تصویر بنا رہا تھا تو ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ آدمی چیخ رہا تھا، "شیر! شیر! "

اوہ، نہیں! کیسے بچیں؟ یانگ کو ایک خیال آیا۔ اس نے سور کی پینٹنگ لی۔ اس نے اسے جھاڑی سے ٹکا دیا۔ پھر وہ اور وہ آدمی جتنی جلدی ہو سکے ایک ساتھ بھاگے۔

جلد ہی شیر جھاڑی کے پاس آگیا۔ اس نے سور کو دیکھا اور رک گیا۔ "گرررر!" وہ بلند ہو گیا۔ یہ جھپٹنے کے لیے تیار ہو گیا۔

جلدی سے، یانگ اور آدمی ایک درخت کی جھونپڑی پر چڑھ گئے۔ وہ محفوظ تھے!

ایک چینی کہانی



Publisher Rajalakshmi Srinivasan Memorial Foundation

P. Saraswati V. Vijayakanthi
L. S. Saraswathi S. Rajalakshmi

Urdu Mohammad Naseem
Artist Uma Krishnaswamy